اداریہ

۱۹۹۱ء مردم شماری کا سال تھا، چنانچہ خانہ شماری اور مردم شماری کا ابتدائی کام شروع ہوا مگر بعض شکایات کے سامنے آنے پر کام روک دیا گیا۔ طے کیا گیا کہ شکایات کا جائزہ لینے اور خامیوں سے پاک مردم شماری کے جملہ انتظامات مکمل ہونے کے بعد ۲۲ فروری ۱۹۹۲ء کو قومی نوعیت کا یہ اہم کام دوبارہ شروع ہوگا مگر تاریخ مقررہ سے پہلے ہی غیر معیّنہ مدّت کے لیے مردم شماری کے ملتوی کیے جانے کی خبر سامنے آ گئی ہے۔

مردم شماری قومی منصوبہ بندی کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے۔ صحیح اعداد و شمار کی عدم موجودگی میں یہ ممکن نہیں کہ افرادی قوت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جا سکے اور بہتر معیشت اور معاشرت کی تشکیل ہو سکے۔ مردم شماری یا آبادی کا بدلتا ہوا نقشہ ملک کی سیاست کو بھی لازماً متاثر کرتا ہے۔ بُلند شرح افزائش رکھنے والے گروہ مردم شماری کو اپنے مطالبات اور حقوق و مراعات کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں۔ پاکستان میں بلند شرح اضافہ کے حوالے سے مسیحی برادری سرِ فہرست ہے اور اکثریتی مسلم آبادی شرح اضافہ کے حوالے سے بہت پیچھے ہے۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۸۱ء تک تیس برسوں میں مسیحی اور مسلم آبادی کی شرح اضافہ کا نقشہ یہ رہا کہ پہلی اور دوسری مردم شماری (۱۹۵۱ء - ۱۹۶۱ء) کے درمیان آبادی میں مجموعی اضافہ ۲۷ فیصد ہوا۔ مسلم آبادی میں اضافہ کی شرح ۲۲ فیصد رہی جب کہ مسیحی آبادی میں اضافے کی شرح ۳۵ فیصد تھی یعنی مسلم آبادی میں اضافے سے ۱۳ فیصد زائد۔ دوسری اور تیسری مردم شماری (۱۹۶۱ء - ۱۹۷۲ء) میں آبادی میں اضافہ ۵۲ فیصد ہوا۔ مسلم آبادی میں شرح اضافہ ۵۱ فیصد رہی جبکہ مسیحی آبادی میں اضافہ اس سے زیادہ یعنی ۵۵ فیصد رہا۔ تیسری اور چوتھی مردم شماری (۱۹۷۲ء - ۱۹۸۱ء) کے درمیان آبادی میں مجموعی اضافہ ۳۵ فیصد تھا۔ مسلم آبادی تقریباً اتنی ہی بڑھی مگر مسیحی آبادی ۴۴ فیصد بڑھ گئی۔ اب پانچویں مردم شماری ہونے پر ہی تازہ ترین صورت حال سامنے آ سکتی ہے۔

اضافہ آبادی کے عمومی رجحان سے بڑھ کر مسیحی آبادی میں جو اضافہ ہے اس کے ممکنہ اسباب متعین ہو سکتے ہیں۔ اولاً انتقال آبادی کے باعث مسیحی آبادی میں بلند شرح اضافہ رہی ہو۔ مگر ۱۹۵۱ء سے اب تک کے حالات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس عرصے میں کوئی ایسا موقع نہیں آیا کہ جب کہیں باہر سے مسیحی آبادی کی منتقلی ہوئی ہو۔ ثانیاً قدرتی شرح افزائش آبادی کو بڑھانے کا باعث بنی ہو۔ اس میں جزوی طور پر ضرور صداقت محسوس ہوتی ہے کہ غریب اور نادار طبقہ آبادی میں شرح

افزائش نسبتاً بلند ہے اور چونکہ مسیحی آبادی کا بڑا حصہ سماجی اور معاشی اعتبار سے ملک کے غریب طبقے سے تعلق رکھتا ہے اس لیے ممکن ہے کہ ان کا اضافہ آبادی مسلمانوں کی نسبت ایک دو فیصد زیادہ ہو۔ ثالثاً یہ بُلند شرح اضافہ تبدیلیٔ مذہب کا نتیجہ ہے۔ ملک میں مسیحی مشنریوں کی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے یہی عنصر زیادہ موثر دکھائی دیتا ہے۔ اس کی تصدیق حال ہی میں ضلع سیالکوٹ میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے عیسائی ہوجانے کی خبر سے ہوتی ہے۔

ایک اسلامی مملکت کی مسلم آبادی میں تبدیلیٔ مذہب کا یہ عمل کوئی معمولی بات نہیں۔ ملک کے حکمرانوں اور باشعور طبقے کے لیے یہ صورت حال لمحۂ فکریہ ہے۔ روزنامہ "نوائے وقت" کے ایک مضمون میں دی گئی اطلاع کے مطابق "وزارت مذہبی اُمور نے ایڈمنسٹریٹر جنرل زکوٰۃ سے رابطہ قائم کر کے انہیں ہدایت دی ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ خطیبوں سے اس امر کی باز پرس کر کے رپورٹ پیش کریں کہ وہ کون سے عوامل تھے جن کے پیش نظر مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد نے عیسائیت قبول کرلی۔" (۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء) نہیں کہا جا سکتا کہ رپورٹ اب تک پیش کی جا چکی ہے یا نہیں۔ تاہم ایڈمنسٹریٹر جنرل زکوٰۃ کی اس رپورٹ سے مسلم اہل فکر کو دلچسپی ضرور ہے کہ یہ وزارت کی کسی الماری میں بند نہ رہے بلکہ اس کے مندرجات سے عوام آگاہ ہوں اور مسلم ارتداد کو روکنے کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں۔ (مدیر)